



کلام اقبال میں قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت کی جھلک

A glimpse of the personality of Quaid-e-Azam
Muhammad Ali Jinnah in Kalam Iqbal

ڈاکٹر محمد رمضان، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

Dr. Muhammad Ramzan
Assistant Professor, Department of Iqbal studies
The Islamia University of Bahawalpur

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی، صدر شعبہ اردو، گریزن یونیورسٹی، لاہور

Dr. Muhammad Arshad Owaisi, Chairman,
Department of Urdu, Garrison University, Lahore

ABSTRACT:

In the poetry of Allama Iqbal, we find at certain points terminologies such as man of divine, man of completion, man of mysticism and man of piety.

This favourite character of Iqbal is embodiment many traits. Basically this character is the practical personification of his philosophy of existentialism. In this essay, keeping in view the basic qualities of this character, it has been encompassed whether Allama Iqbal ever found a man with the said qualities?

It comes to light through his poetry and theology that the glimpses of such character could be reflected in the character of Muhammad Ali Jinnah.

In this essay, such poetic verses have been given coverage in which we see a reflection of glimpses of Muhammad Ali Jinnah.

Although Iqbal did not address Muhammad Ali Jinnah in these verses, yet his personality and character can be viewed in context to Iqbal's poetry. It has been attempted to bring such poetry into consideration which fully encompass the personality of Muhammad Ali Jinnah.

KEYWORDS: Kalam Iqbal, Quaid-e-Azam, Personality Glimpses, The faithful, existentialism, figure, trust, valiant devotion, harmony, friendly relations, Muslim League

کلیدی الفاظ: کلام اقبال، قائد اعظم، شخصیت کی جھلک، مرد مومن، خودی، پیکر، اعتماد، والہانہ عقیدت، ہم آہنگی، دوستانہ مراسم، مسلم لیگ

علامہ اقبال کے کلام میں ہمیں اکثر جگہوں پر مرد مومن، بندہ مومن، انسانِ کامل، مردِ حق اور مردِ درویش جیسی علامتیں ملتی ہیں جو ان کے فلسفہ خودی کی عملی شکلیں ہیں۔ یہ دراصل ایک ہی کردار ہے جو چند اوصاف کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اقبال کا یہ کردار خودی کی بدولت اپنی ہستی برقرار رکھتے ہوئے اپنے اندر الوہی صفات پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ کردار جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت، ضبطِ نفس پر کنٹرول اور اللہ تعالیٰ کی نیابت کی منازل طے کر لیتا ہے تو وہ اس مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے جہاں تمام عالم اس کے زیرِ نگین ہو جاتا ہے اور وہ عناصر پر حکمرانی کرتے ہوئے لوح و قلم کا مالک بن جاتا ہے۔ اس کے بازوؤں کی قوت تو بڑی بات ہے اس کی نگاہ سے تقدیر بدل جاتی ہے۔ وہ دنیاوی اسباب پر بھروسے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتا ہوا مسلسل آگے بڑھتا ہے۔ وہ ایک آبجو ہوتے ہوئے اپنے اندر بحر بیکراں کی وسعت رکھتا ہے۔

اقبال کے اس پسندیدہ کردار کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ قوتِ عشق کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ اقبال کے نزدیک عشق کا مفہوم ہمارے عام شعراء سے مختلف ہے۔ ان کے نزدیک کسی شے یا مقصد کو اپنے اندر جذب کر کے اسے جزو بنا کر اپنالینے کی آرزو کا نام عشق ہے۔ اقبال کے یہاں عشق، جہدِ مسلسل، عزم و عمل اور منزل کے حصول کی سچی تڑپ کا نام ہے۔ اقبال عشق کی ایسی عقل پر فوقیت دیتے ہیں جو انسان کو اپنے اعلیٰ مقاصد کے راستے سے ہٹا کر کسی اور طرف لے جائے اور اسے وسوسوں میں ڈال کر اپنی منزل سے دور کر دے۔

"عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل

عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیام ابھی" (1)

اقبال کا یہ پسندیدہ کردار یقین کامل کا سرمایہ بھی اپنی ذات میں رکھتا ہے۔ یقین کامل اور خلوص نیت کی وجہ سے یہ جس بگڑے کام میں ہاتھ ڈالتا ہے وہ سنورنا شروع ہو جاتا ہے۔ عشق کی بدولت یہ تعقل پسندی کا شکار نہیں ہوتا۔ اس کے لیے ناممکن کا لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ ناممکنات کو یقین کامل کی دولت سے ممکنات میں بدلنے کا جوہر رکھتا ہے۔ وہ شکوہ تقدیریزداں کرنے کی بجائے خود تقدیریزداں بن جاتا ہے۔

عبث ہے شکوہ تقدیریزداں

تو خود تقدیریزداں کیوں نہیں (2)

استغنا مذکورہ کردار کا اہم ہتھیار ہے۔ یہ اپنی غرض کے لیے کسی بھی ظاہری چکاچوند کو خاطر میں نہیں لاتا۔ عہدے اور مناصب کا لالچ اسے اپنے مقاصد سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ اس کے سامنے اُس کے اعلیٰ مقاصد کی کوئی قیمت نہیں لگا سکتا۔

جواں ہمتی اور بلند حوصلگی اس کردار کی ایک اہم خوبی ہے۔ مشکل ترین حالات میں بھی اس کے حوصلے بلند رہتے ہیں۔ ناامیدی اس کے قریب نہیں آتی اس کا دستور حق گوئی اور بے باکی ہوتا ہے۔

اقبال اس کردار کے منتظر ہیں اس بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اے سوارِ اُشہبِ دوراں بپا

اے فروغِ دیدہ امکاں بپا (3)

اقبال کو اس کا بخوبی علم ہے کہ ایسے کردار روز بروز اس دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوتے بلکہ ہزاروں سال بعد ان کا ظہور ہوتا ہے۔

"ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا" (4)

علامہ اقبال کے بہت سے تصورات نے عملی روپ اختیار کیا ان کی بہت سی پیش گوئیاں سچ ثابت ہوئیں۔ ان کا ایک خوب صورت تصور پاکستان کی صورت میں دنیا کے نقشے پر موجو د ہے۔ لیکن وہ جس کردار کو دیکھنے کے منتظر تھے کیا وہ کردار انہیں اپنی زندگی میں دیکھنے کا موقع ملا یا محض یہ کردار تخیلاتی ہی رہا۔

اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ اقبال نے اپنے اس کردار کو مجسم شکل میں محمد علی جناحؒ کی صورت میں دیکھا تھا۔

محمد علی جناحؒ اور اقبالؒ کے سیاسی تعلقات کا زمانہ اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن اس مختصر دورانیے کے تعلقات کے نتیجے میں برصغیر پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ کی جدوجہد آزادی کو جو رہنمائی میسر آئی وہ تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔

1930ء سے قبل دونوں رہنماؤں میں کوئی سیاسی ہم آہنگی نظر نہیں آتی لیکن اس کے باوجود اقبال، محمد علی جناح کے کردار خداداد صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت کے معترف رہے۔ خوش قسمتی سے 1930ء کی گول میز کانفرنس کے دوران دونوں رہنماؤں کو ایک دوسرے کے آمنے سامنے آنے کا موقع ملا جس کی بدولت وہ ایک دوسرے کا نقطہ نظر سمجھنے میں کامیاب ہوئے۔

1935ء میں قائد اعظم کے انگلستان سے واپس ہندوستان آنے پر دونوں رہنماؤں کے مابین ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ یہ دور ایک دوسرے کو سمجھنے، برتنے اور محسوس کرنے کا تھا۔ اقبال

کے تصور میں جو مردِ مومن، مردِ کامل اور مردِ بزرگ کا نقشہ تھا وہ مجسم صورت میں محمد علی جناح کی صورت میں ان کے سامنے موجود تھا۔ اسی وجہ سے اقبال کے اشعار میں اکثر جگہوں میں محمد علی جناح کی ذات کی جھلک نظر آتی ہے۔

1927ء میں علامہ اقبال کا فارسی مجموعہ کلام زبور عجم منظر عام پر آیا۔ یہ ہندوستان میں افراتفری، سیاسی انتشار اور مایوسی کا دور تھا۔ کہیں سے بھی امید افزا صورتِ حال دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مسلمان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ وہ کسی ایک پلیٹ فارم پر یکجا نہیں تھے۔ ان دگرگوں حالات کے باوجود اقبال کی دور بین نگاہیں کسی خضرِ وقت کے ظہور کا منظر دیکھ رہی تھیں۔

"خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں

کارواں زیں وادیِ دور و دراز آید بروں" (5)

اقبال خضرِ وقت کو بطورِ کنایہ استعمال کرتے ہیں۔ جس سے مراد رہنمایا امام کے ہیں۔ دشتِ حجاز سے ان کی مراد امتِ مسلمہ ہے۔ وہ خبر دے رہے ہیں کہ ہمارا عصرِ حاضر کارِ ہنما مسلم دنیا سے ظہور پذیر ہونے والا ہے۔ جو ایک ایسی تحریک کا آغاز کرے گا جس سے اسلام کو سر بلندی نصیب ہوگی۔ کارواں اب اس دور دراز وادی سے نکلنے والا ہے۔ برصغیر میں عنقریب جو کارواںِ حریت اس وطن سے دور ہے۔ وہ جلد اپنی منزل پر پہنچنے والا ہے۔

"من بسیمائے غلاماں فر سلطان دیدہ ام

شعلہ محمود از خاکِ ایاز آید بروں" (6)

مجھے غلاموں کے ماتھے پر سلطانی کے انداز دیکھ لیے ہیں۔ ایاز کی مٹی سے محمود کا شعلہ دکھائی دینے والا ہے۔ غلامِ آزادی کی دولت سے مالا مال ہونے والے ہیں۔ آثار سے لگ رہا ہے کہ مسلمانوں کو کوئی خضرِ وقت سر بلندی دلانے والا ہے۔

"عمر ہادر کعبہ و بتخانہ می نالد حیات

تاز بزمِ عشق یک دانائے راز حق" (7)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مدتوں اپنے مالک کے سامنے گڑ گڑا کر التجائیں کرتے ہیں تب جا کر اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے کو پیدا کرتا ہے جو صاحبِ راز ہوتا ہے اور وہ آکر قوموں کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ لیکن ایسے لوگ روز بروز پیدا نہیں ہوتے بلکہ صدیوں بعد اس جہاں میں جلوہ گر ہوتے ہیں

"طرحِ نومی افگند اندر ضمیر کائنات

نالہ ہاکز سینہ اہل نیاز آید بروں" (8)

جب اللہ کے نیک بندے اپنی قوم کی بھلائی کے لیے دعا کرتے ہیں تو رحمت خداوندی اپنے جوش میں آتی ہے تو پھر باری تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے کو ان کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے بھیجتا ہے جس کے صلے میں وہ شخص آکر دنیا کو ایک نئی زندگی عطا کر دیتا ہے۔ درد مندوں کے نالے زمین پر ایک نئی طرح ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ دنیا کے نقشے پر کوئی مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے اور کوئی نیاملک وجود میں آتا ہے۔

"چنگ را گیرید از دست رفت

"نغمہ ام خوں گشت و از رگہائے ساز آید بروں" (9)

عین ممکن ہے کہ میں اس وقت موجود نہ ہوں جب اسلام کے وطن سے آزادی کا پرچم بلند کرنے والے سرخرو ہوں گے لیکن میری فکر میرا پیغام اس دنیا میں اپنا کام کر رہا ہو گا۔ وہ دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کر رہا ہو گا۔ میرے کلام سے استفادہ کرتے رہنا کیوں کہ میں نے اپنے کلام میں اپنے جگر کا خون شامل کر دیا ہے۔

دیکھا جائے تو کیا ہی بلند کردار لوگ تھے وہ کہ 1927ء میں اقبال اور محمد علی جناح کے درمیان سیاسی اختلافات ہونے کے باوجود اقبال یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس نازک وقت میں مسلمانوں کی کشتی پار لگا سکتا ہے تو وہ محمد علی جناح کی شخصیت ہے اقبال کہتے ہیں کہ: بر عظیم کے مخصوص حالات میں مسلمانوں کو مسٹر جناح سے بہتر قائد نہیں مل سکتا۔ "اس لیے کہ وہ دیاندار ہیں انہیں خرید نہیں جاسکتا۔ وہ مخلص ہیں ان سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے تاہم ان کی نیت پر شبہ ممکن نہیں۔" (10)

یہی وہ اعتماد تھا جس کا برملا اظہار اقبال کرتے تھے اور ان کے کلام میں بھی اس کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

"نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز

یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے" (11)

اقبال کو اس بات کا بخوبی ادراک تھا کہ ایسی نابغہ روزگار ہستیاں روز بروز دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوتیں بلکہ قوموں کو ہزاروں سال ان کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

"ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا" (12)

قائد اعظم محمد علی جناح یقین کامل کی دولت سے مالا مال تھے وہ جس اعلیٰ مقصد کا ارادہ کر لیتے تھے اس سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ یہ وصف ان لوگوں کو ہی میسر آتا ہے جن کے حوصلے بلند ہوں۔

"مقام شوق ترے قدسیوں کے بس میں نہیں

انہی کا کام ہے جن کے حوصلے ہیں زیاد" (13)

اور نگزیر عالمگیر کی وفات کے بعد اور 1857ء کی جنگ آزادی تک تقریباً ڈیڑھ صدی کا عرصہ ہے۔ اس دوران قدرت نے مسلمانوں کو سنبھلنے کے لیے ہندوستان میں دو بڑے موقعے دیئے لیکن بد قسمتی سے وہ ان دونوں موقعوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ احمد شاہ ابدالی کا پانی پت کے مقام پر مرہٹوں کو شکست دینا ایک بڑی کامیابی تھی لیکن اس کا واپس افغانستان چلے جانا اس فتح کو برقرار نہ رکھ سکا۔ اگر وہ یہاں قیام کر لیتا تو یہاں ہندوؤں کو سرائٹھانے کا موقع نہ ملتا۔ دکن میں حیدر علی سلطان اور فتح علی ٹیپو مسلمانوں کے لیے ایک امید بن کر ابھرے مگر اپنوں کی غداری سے وہ موقع بھی ضائع ہو گیا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کی رہی سہی قوت اور امیدیں دم توڑ چکی تھیں۔ غلامی کے بادل گہرے سے گہرے ہو رہے تھے۔ بیسیوں صدی کی دوسری دہائی میں اقبال کی نظر میں اس مردِ حق کی متلاشی تھیں جو خرف کو نگہیں میں بدلنے کا ہنر رکھتا ہو۔ انہیں شاید قائد اعظم کی صورت میں وہ مردِ حق دکھائی دے رہا تھا۔

"ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی

وہ مردِ حق جس کا فقر خرف کو کرے نگہیں" (14)

کبھی اقبال اپنے ساقی سے التجا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ وہ ان کی تاریک شبوں کو مہتاب سے محروم نہ رکھے کیوں کہ اب انتظار میں ان کے حوصلے جواب دے رہے ہیں۔

"تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ

ترے پیانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی" (15)

1930ء کی گول میز کانفرنس سے پہلے اقبال کا خیال تھا کہ شاید وہ اس انجمن میں اکیلے ہیں جو مسلمانوں کی زبوں حالی پر فکر مند ہیں لیکن جب وہ قائد اعظم سے ملے تو ان کو احساس ہوا کہ وہ اکیلے ہی اس انجمن میں متفکر نہیں ہیں بلکہ ان کے کئی اور رازداں بھی موجود ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے فکر مند ہیں اور وہ ان کی بہتری کے لیے کوشاں ہیں۔

"گئے دن کہ تنہا تھا انجمن میں

یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں" (16)

علامہ اقبال کو جو اپنا رازداں نظر آیا تھا اس کو اس شعر میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔

"عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ

حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ" (17)

حالانکہ اس سے قبل جب وہ برصغیر کے حالات سے دلبرداشتہ ہوتے اور قحط الرجال کے دور میں انہیں کوئی مردِ حق نظر نہیں آتا تھا تو وہ یہ شکوہ کرتے ہوئے دکھائی دیتے

"نشانِ راہ جو دکھاتے تھے ستاروں کو

ترس گئے کسی مردِ راہ رواں کے لیے" (18)

لیکن مسٹر جناح سے ملاقات کے بعد یقیناً ان کی سوچ میں تبدیلی آئی ہوگی اور انہیں قائد اعظم کی شخصیت اور وقار کے بارے میں یہ ضرور خیال آیا ہوگا۔

"اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم

اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز" (19)

قائد اعظم محمد علی جناح کی ذاتی زندگی پر غور کریں تو یہ عیاں ہوتا ہے کہ آپ ابھی چودہ پندرہ برس ہی کے تھے کہ آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد وہ حصولِ تعلیم کی خاطر انگلستان چلے گئے۔ سولہ سے بیس سال کے درمیان عمر کا حصہ وہاں مقیم رہے۔ عمر کا یہ وہ حصہ ہے جب انسان دوستوں کی صحبت میں اکثر بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے لیکن محمد علی جناح کی زندگی کا یہ دور بھی انگلستان میں نہایت پاکیزہ گزرا، شخصیت کے اعتبار سے وہ نہایت خوب صورت تھے۔ خوش لباس ہونے کے ساتھ ساتھ خوش گفتار بھی تھے۔ ان حالات میں ان پر کئی حسین و جمیل خواتین کی آپ پر نظریں بھی ہوتی ہوں گی لیکن اس کے باوجود ہمیں محمد علی جناح کے کردار پر کوئی داغ نہیں آتا۔

"قائد اعظم نہ صرف اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں بڑے اعلیٰ اور صاف ستھرے کردار کے مالک تھے بلکہ اپنی عام گھریلو زندگی میں بھی ہر قسم کی لغویات سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔ انگلستان میں قیام کے دوران انہوں نے کھیل تماشے سے کچھ زیادہ سرکار نہ رکھا اور تمام وقت علمی اور قانونی مطالعات کی نذر کرتے رہے یا پارلیمنٹ میں جا کر بڑے بڑے سیاستدانوں کی تقاریر سنتے رہے۔" (20)

"رزم دم گفتگو گرم دم جستجو

رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز" (21)

علامہ اقبال اور قائد اعظم کے درمیان بہت مختصر سے عرصہ میں ہم آہنگی کی ایسی فضا قائم ہوئی کہ اقبال کو آپ کی ذات پر مکمل اعتماد ہو گیا۔ اقبال قائد اعظم کے سوا کسی کو بھی اپنا رہنما ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔

جنوری 1938ء میں پنڈت جواہر لعل نہرو اقبال سے ملنے ان کے گھر تشریف لائے، ان کے ہمراہ ان کے میزبان میاں افتخار الدین بھی تھے دونوں رہنماؤں کے مابین بات چیت ہو رہی

تھی کہ اچانک میاں افتخار الدین درمیان میں بول پڑے "کہ ڈاکٹر صاحب آپ مسلمانوں کے لیڈر کیوں نہیں بن جاتے۔ مسلمان مسٹر جناح سے زیادہ آپ کی عزت کرتے ہیں۔ اگر آپ مسلمانوں کی طرف سے کانگریس کے ساتھ بات چیت کریں تو نتیجہ بہتر آسکے گا۔

ڈاکٹر صاحب لیٹے ہوئے تھے یہ سنتے ہی غصے میں آگئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور انگریزی میں کہنے لگے

اچھا تو یہ چال ہے کہ آپ مجھے بہلا پھسلا کر مسٹر جناح کے مقابلے میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر جناح ہی مسلمانوں کے اصل لیڈر ہیں اور میں ان کا معمولی سا سپاہی ہوں۔" (22)

اقبال کا یہ اعتماد ایسے ہی نہیں تھا بلکہ وہ جانتے تھے کہ محمد علی جناح جو کہتے ہیں وہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتے تھے اور بے خوف رہتے تھے۔

"آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیعروں کو آتی نہیں رو بای" (23)

قائد اعظم کو نہ کوئی خرید سکا اور نہ ہی وہ ابن الوقت تھے۔ وہ ذہانت کے اس درجے پر فائز تھے کہ بڑے بڑے قانون دان ان کے سامنے لاجواب ہو جاتے تھے وہ ہمیشہ پاک دل و پاک باز رہے۔

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی

کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیر و (24)

قائد اعظم نے ایک سچے مسلمان کی زندگی گزاری۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک کثیر حصہ سیاسی جدوجہد میں گزارا لیکن زندگی میں ہمیشہ قلم کو مقدم رکھا کوئی ہتھیار نہیں اٹھایا۔ ان کا اگر کسی سے اختلاف بھی ہوا بھی تو وہ اصولی اور نظریاتی بنیادوں پر ہوا۔ ان کو اگر کسی پر غصہ بھی آیا تو وہ اپنی ذات کے لیے نہیں تھا۔

"اسکی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق

قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق" (25)

قائد اعظم نے جن اعلیٰ اصولوں پر چل کر بلند مقام حاصل کیا تھا ان کی خواہش تھی کہ مسلمان قوم بھی انہی اصولوں کو اپنا کر کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ ایک بار انہوں نے اپنے خطاب میں کہا تھا:

"کردار، جرات، محنت اور مستقل مزاجی یہ چار ستون ہیں جن پر انسانی زندگی کی پوری عمارت

تعمیر ہو سکتی ہے اور ناکامی ایک ایسا لفظ ہے جس سے میں واقف نہیں۔" (26)

قائد اعظم محمد علی جناح سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ وہ لوگ جو خوداری اور خود پسندی میں امتیاز نہیں کر سکتے وہ انہیں متکبر اور خود پسند کہتے تھے۔ لیکن قائد اعظم محمد علی جناح کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ وہ دوستوں میں بے حد نرم اور مخالفین کے سامنے ایک چٹان کی مانند تھے۔ انہوں نے اپنے شخصی وقار کو ہر حال میں قائم رکھا۔

"ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن" (27)

قائد اعظم محمد علی جناح ذاتی اغراض سے ہمیشہ بے نیاز رہے۔ ان کے دور میں ہندوستان کے باسی جن اعلیٰ عہدوں کو لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھتے تھے وہ عہدے ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ گول میز کانفرنس میں قائد اعظم کی غیر معمولی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر انگلستان کے وزیر اعظم رمزے میکڈانلڈ نے انہیں بلوایا۔ اس کی خام خیالی تھی کہ وہ قائد اعظم کو کسی بڑی پیش کش کے ذریعے خریدنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس نے قائد اعظم سے گفتگو کے آغاز میں کہا:

"آپ جانتے ہیں کہ نئی آئینی اصلاحات نافذ ہونے والی ہیں۔ ہمیں صوبائی گورنروں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ارکان اور اس طرح کے مناصب کے لیے قابل آدمیوں کی ضرورت ہے۔ پیشتر اس کے کہ وزیر اعظم آگے چلتا مسٹر جناح نے بات کاٹ دی اور کہا:

"مسٹر میکڈانلڈ کیا آپ مجھے رشوت دینے کی کوشش کر رہے ہیں جیسا کہ توقع کی جاسکتی تھی۔ اس ملاقات کا وہیں خاتمہ ہو گیا۔" (28)

"خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات

ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز" (29)

"نگاہ کم سے نہ دیکھو اس کی بے کلاہی کو

یہ بے کلاہ ہے سرمایہ کلا داری" (30)

علامہ اقبال کو یقین تھا کہ مسٹر جناح ایسی شخصیت ہیں جن کے ہاتھوں میں قوم کی تقدیر پوشیدہ ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو اگر کوئی غلامی کی دلدل سے نکال سکتا ہے تو وہ قائد اعظم محمد علی جناح کی رہنمائی میں ممکن ہے۔

"افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا" (31)

محمد علی جناح جانتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی اور انہیں نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ بڑے سے بڑے خطرے میں بھی نہیں گھبراتے تھے۔

15 اگست 1947ء کو "اکالی دل" اور راشٹریہ سیوا ایم سیوک سنگ کی جانب سے ان کے جلوس پر بم پھینکنے کی سازش تیار کی گئی تھی۔ اس کی اطلاع انہیں مل چکی تھی۔ سی آئی ڈی نے اس خطرے سے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مطلع کر دیا تھا کیونکہ اس جلوس میں ماؤنٹ بیٹن نے شامل ہونا تھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم سے جلوس ملتوی کرنے کے لیے کہا تھا لیکن قائد اعظم کو ٹس سے مس نہ ہوئی۔ جلوس کا اہتمام کیا گیا۔

"آدھ گھنٹے تک ان کی گاڑی آہستہ آہستہ چلتی رہی لیکن آدھ گھنٹہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے لیے آدھی عمر سے کم نہ تھا۔ جب اُس کی کار ہندو آبادی کے علاقے سے گزرتی تو ماؤنٹ بیٹن کو یقین ہو جاتا کہ یہاں ہمارے لیے موت یقینی ہے۔ مگر قائد اعظم اُسی طرح نہایت سکون اور اطمینان سے بیٹھے اپنی لطیف مسکراہٹوں اور ہاتھ کے اشاروں سے جواب دیتے رہے۔" (32)

"نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور"

موت کی شے ہے فقط عالم معنی کا سفر" (33)

علامہ اقبال کو قائد اعظم کی شخصیت میں اپنی شاعری کا پسندیدہ کردار، مرد مومن، مردِ کامل اور مردِ درویش نظر آتا تھا اُس کا احاطہ کسی حد تک یہاں کرنے کی ایک سعی کی گئی ہے۔ اقبال کے ایسے اشعار کچھ قائد اعظم سے باقاعدہ تعلقات استوار ہونے سے پہلے کے ہیں اور کچھ ان تعلقات کے بعد میں کہے گئے ہیں۔

یہ والہانہ پن ایک طرف سے نہیں تھا بلکہ قائد اعظم کو بھی اقبال کی شخصیت سے اُس تھا۔ 21 اپریل 1938ء کو علامہ اقبال کی رحلت ہوئی تو قائد اعظم کو جب یہ خبر موصول ہوئی تو انہوں نے اپنے بیان میں کہا:

"مجھے علامہ اقبال کی وفات کا سن کر نہایت رنج ہوا۔ وہ عالمی شہرت کے ایک نہایت ممتاز شاعر تھے۔ ان کی شہرت اور ان کا کلام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ملک اور مسلمانوں کی انہوں نے اس طرح خدمات سرانجام دی ہیں کہ ان کا ریکارڈ کا مقابلہ کسی بھی عظیم ترین ہندوستانی کے ریکارڈ سے کیا جاسکتا ہے۔ میرے لیے وہ ایک قائد دوست اور فلسفی تھے۔ اس نازک وقت میں ہندوستان اور خصوصاً مسلمانوں کو ان کے انتقال سے ایک عظیم نقصان پہنچا ہے۔" (34)

علامہ اقبال اور قائد اعظم کے مابین مراسلت میں مختلف سیاسی مسائل پر بڑے خوبصورت انداز میں اظہار خیال ملتا ہے۔ اقبال نے ہر قدم پر قائد اعظم کی فکری معاونت کی۔ قائد اعظم محمد علی جناح ان سے فکری طور پر بہت متاثر تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اقبال کے خطوط کو خود شائع کیا اور اس کا پیش لفظ بھی خود لکھا جس میں علامہ اقبال سے والہانہ پن ظاہر ہوتا ہے۔

22، نومبر 1942ء کی شام قائد اعظم علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کے ہمراہ میاں بشیر احمد اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکن تھے۔ آپ نے فاتحہ خوانی کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"میں اس زمانے میں تین مرتبہ پنجاب آیا۔ اگر مجھے تسکین ملی ہے تو اس مردِ قلندر کی بارگاہ میں۔ روحِ مسلمان میں واقعی اضطراب ہے اور ہم انشاء اللہ ایک عظیم الشان اور پاکیزہ انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہوں گے۔" (35)

بلاشبہ برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تاریخ میں ان دو ہستیوں کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ ان دونوں شخصیتوں نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا اور ایک خواب کو حقیقت میں بدل دیا۔

حوالہ جات

1. اقبال "بانگ درا" کربکی پریس لاہور طبع اول 1924ء ص 318
2. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان لاہور 2018ء ص 734
3. اقبال "کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 61
4. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان لاہور 2018ء ص 297
5. اقبال کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 390
6. علامہ اقبال کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 390
7. علامہ اقبال کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 390
8. علامہ اقبال کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 390
9. علامہ اقبال کلیاتِ فارسی اقبال اکادمی لاہور 1990ء ص 390
10. احمد سعید "اقبال اور قائد اعظم" اقبال اکادمی پاکستان 1977ء ص 83
11. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 384
12. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 297
13. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 347
14. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 688
15. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 351
16. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص
17. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 421
18. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018ء ص 384

19. اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018 ص 421
20. کرم حیدری "قائد اعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد 1400ھ ص 52
21. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی لاہور 2018 ص 421
22. ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی اقبال کے آخری دو سال اقبال اکادمی پاکستان 1969 ص 574
23. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 390
24. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 403
25. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 441
26. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 573
27. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 558
28. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 683
29. کرم حیدری "قائد اعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار ص 59
30. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 421
31. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 713
32. کرم حیدری "قائد اعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار ص 64
33. علامہ اقبال "کلیاتِ اقبال" اقبال اکادمی پاکستان 2018 ص 568
34. ماہنامہ سب رس اقبال نمبر جلد 6 حیدر آباد دکن 1938 ص 67
35. محمد حنیف شاہد "مفکر پاکستان" سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1982 ص 342